طریقۂ تعلیم درجاتِ عربیہ

استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری صاحب رحمۃ اللہ علیہ

نحمد ونصلی علی رسوله الكريم وعلى آله وصحبه أجمعين، امابعد!

میرا ناقص تجربہ شاہد ہے کہ نصابِ تعلیم میں زیادہ تغیر وتبدل کرنا اس درجہ مفید نہیں جس درجہ طریقۂ تعلیم تبدیل کرنا مفید ہے۔ اور اساتذہ کو خود عملی نمونہ بننا اور طلبہ کے اخلاق واعمال کی تربیت واصلاح کی جانب توجہ فرمانی تو مفید تر ہے۔ لہٰذا اساتذہ کی خدمت میں چند معروضات اور بعض امور متعلقۂ طریقِ تعلیم عرض کئے جاتے ہیں۔ اگر ان پر عملاً التزام کیا گیا تو انشاء اللہ قوی امید ہے کہ طلبہ کو علوم وفنون اور کتابوں سے بہت جلد مناسبت اور استعداد پیدا ہو جائے گی، نیز ان کی عملی اور اخلاقی حالت بھی سدھر جائے گی، یہی تعلیم کا اصلی مقصد ہے۔

۱- دینی تعلیم مع اپنے مبادی کے عبادت وطاعت ہے اور اس کا ثمرہ آخرت میں اجر عظیم ہے۔ لہٰذا تمام اساتذہ عبادت وطاعت اور اجر وثواب ہی کی نیت سے دینی تعلیم کو اپنا فریضہ سمجھیں اور معاشی ضروریات تنخواہ وغیرہ کو اس کے حصول کا وسیلہ وذریعہ خیال فرمائیں۔

۲- اساتذہ تعلیم وتدریس کے علاوہ طلبہ کی دین داری اور اعمال واخلاق کی نگرانی کو بھی اپنا فرض سمجھیں اور حسبِ ضرورت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فرض بھی ادا کریں، اور بوقتِ ضرورت زجر وتوبیخ سے بھی کام لیا کریں، خصوصاً زیِّ صلحاء (نیک لوگوں کا سا لباس اور ہیئت) نماز باجماعت، ابتداء بالسلام اور جواب سلام کی خود بھی پابندی کریں اور طلباء سے بھی پابندی کرائیں۔ داڑھی منڈانا یا کتروانا، انگریزی وضع کے بال رکھنا اور لباس پہننا، سگریٹ نوشی وغیرہ منکرات مکروہات کو قطعاً روا نہ رکھیں۔ جو طلبہ اس سے باز نہ آئیں ان کو فوراً مدرسہ سے خارج کر دیں۔ اسی طرح فاسد العقیدہ طالب علم کا وجود بھی مدرسہ کے لئے سخت مضر ہے، اگر افہام وتفہیم کے باوجود باز نہ آئے تو اس کو بھی مدرسہ سے نکال دیں۔

۳- اساتذہ اپنے مطالعہ کے وقت اپنے ذہن میں ہر ہر سبق کی ایسی ترتیب قائم کر لیا کریں جسے طلبہ کے ذہن بآسانی قبول وضبط کر سکیں اور پڑھاتے وقت وضاحت اور سہولت کا خاص طور پر لحاظ رکھا کریں۔ الزامی جواب

کے بعد تحقیقی جواب بھی ضرور دیا کریں۔

۴- اگر طالب علم کوئی معقول بات کہے اس کو مان لیں اگر چہ اپنی تحقیق یا تقریر کے خلاف ہی کیوں نہ ہو، خواہ مخواہ اپنی بات کی پچ نہ کیا کریں۔

۵- کم محنت اور بد محنت طلبہ سے محنت کرانے اور یاد کرانے کا بھی ایسا احسن طریقہ اختیار کریں کہ طالب علم محنت کا عادی اور تحصیلِ علم وہنر کا شائق بن جائے۔

۶- ہر کتاب کے شروع میں اس فن کے مبادیٔ ثلاثہ (حد، موضوع، غایت) اور ترجمہ مصنف اور کتاب کی خصوصیات اور طرزِ تعلیم بھی طلبہ کے ذہن نشین کرادیا کریں۔

تعلیمی حیثیت سے کتبِ درسیہ کے تین طبقے قرار دیئے گئے ہیں، اولیٰ، وسطی، علیا۔

اولیٰ: میزان الصرف سے کافیہ تک۔ **وسطی:** شرح جامی سے ہدایہ اولین تک۔ **علیا:** تفسیر جلالین سے دورۂ حدیث شریف تک۔ ہر طبقہ سے متعلق طریقۂ تعلیم درج ذیل ہے:

طریقہ تعلیم طبقہ اولیٰ: ۱- اس طبقہ میں حتی الوسع ترجمہ لفظی اور مطلب خیز، تقریر مختصر اور ذہن نشین، اندازِ بیاں سادہ اور سہل، تفہیمِ مضمون آسان الفاظ میں ہونی چاہیے۔ نفسِ مسئلہ طالب علم کے ذہن نشین کرانے کے بعد اس کی زبان سے اعادہ بھی کرانا چاہیے۔ سبق سے فارغ ہونے کے بعد طلبہ کو اپنی نظروں کے سامنے بٹھلا کر اس سبق کو یاد کرایا جائے۔ دوسرے دن پچھلا سن کر اگلا سبق پڑھایا جائے اور روزانہ حسبِ حال زبانی اور تحریری سوالات کر کے جوابات دینے کی بکثرت مشق کرائی جائے تاکہ ٹھوس استعداد پیدا ہو سکے۔

۲- میزان الصرف کو خوب اچھی طرح سمجھا کر تھوڑا تھوڑا با ترجمہ پڑھایا جائے اور اس کے ساتھ علم الصرف حصہ اول، مصنفہ مولانا مشتاق احمد چرتھاولی سبقاً سبقاً یاد کرایا جائے، اس طرح کہ میزان الصرف کی ترتیب کے موافق صیغوں اور گردانوں کے نام خوب یاد ہو جائیں۔ اسم ظرف، اسم تفضیل مذکر و مؤنث میں تصغیر کے صیغے بڑھا دیئے جائیں اور بحث اسم آلہ میں اسمِ آلہ صغریٰ، وسطیٰ، کبریٰ کے ۱۲ صیغے ابواب الصرف کی ترتیب کے موافق یاد کرائے جائیں اور صحیح ابواب کے صیغے نکالنے اور بتلانے کی خوب مشق کرائی جائے۔ اس مشق کے لئے تختہ سیاہ (بلیک بورڈ) سے مدد لی جائے۔

۳- منشعب میں سے صرف ۲۴ باب، ۶ ثلاثی مجرد، ۱۴ ثلاثی مزید، ۴ رباعی مجرد و مزید فیہ کی صرف صغیر جدید بامدادِ تیسیر الابواب جدید مع نام و علامتِ باب خوب یاد کرائی جائے یا بجائے منشعب کے تیسیر الابواب ہی کو خوب یاد کرا کے مشق کرادی جائے، یہ بھی کافی ہے۔ بعد ازاں میزان الصرف کی ترتیب پر صرف کبیر مع ترجمہ یاد

کرائی جائے اور عربی صفوۃ المصادر کی مدد سے صحیح ابواب کی صرف صغیر وکبیر گردانوں کی خوب مشق کرائی جائے۔اسی لئے سہ ماہی اول میں صرف ایک کتاب میزان ومنشعب نصاب میں رکھی گئی ہے۔

۴-علم الصرف حصہ سوم میں ہفت اقسام کی صرف صغیرہ وکبیرہ باترجمہ عربی صفوۃ المصادر کی مدد سے تیز تعطیلات کی خوب اچھی طرح مشق کرائی جائے،صرف میر اور علم الصیغہ میں بھی اس مشق کو جاری رکھا جائے۔

تنبیہ: صرف کے تمام اسباق ایک ہی استاد کے پاس ہونے چاہئیں، جو کہنہ مشق اور آزمودہ کار ہو۔نو آموز مدرس کے یہ کام ہرگز نہ سپرد کرنا چاہیے۔

۵-نحو میر میں مسائل زبانی یاد کرانے کے ساتھ ساتھ ہر ہر جملہ کی ترکیب بھی کرائی جائے، نیز کتاب کی مثالوں پر اکتفا ہرگز نہ کیا جائے، بلکہ قرآن وحدیث نیز ودیگر کتب ادب سے بکثرت مثالیں دی جائیں اور ترکیبیں کرائی جائیں کہ تکثیر امثلہ اس باب میں بے حد مفید ہے۔انواع اعراب کو خصوصاً خوب ہی یاد کرایا جائے۔اور عوامل النحو منظوم فارسی حفظ کرادی جائے۔

۶-شرح مائۃ عامل میں ایک دن صرف عبارت مع ترجمہ ومطلب پڑھائی جائے۔دوسرے دن ترکیب کرائی جائے اس طرح کہ نوع اول تک اولاً چھوٹی ترکیب ہو، ثانیاً اسی کی بڑی ترکیب ہو،نوع اول سے نوع ثانی تک صرف بڑی ترکیب ہو اور نوع ثانی سے آخر تک صرف چھوٹی ترکیب، ہاں اثنا میں گاہے بگاہے بڑی ترکیب کا بھی امتحان لیتے رہیں۔

۷- روضۃ الادب میں یا کسی بھی آسان ادبی کتاب میں ترجمتین اور صیغوں کی مشق کے ساتھ ساتھ ترکیب نحوی بھی کراتے رہیں اور عربی تحریر وبول چال کی بھی مشق کرائی جائے۔

۸- ہدایۃ النحو اور مرقات میں اصطلاحی الفاظ کی تعریفات اصل عربی میں یاد کرائی جائیں اور مسائل اردو زبان میں خوب حفظ کرائے جائیں اور شب وروز کی گفتگو میں مسائل منطق کا اس طرح اجراء کرایا جائے کہ طلبہ محسوس کریں کہ ہم سب منطقی ہیں اور رات دن منطق سے کام لیتے ہیں تاکہ منطق ان کے لئے اجنبی چیز نہ رہے۔

۹-نور الایضاح اور قدوری میں مسائل جزئیہ آسان الفاظ میں طلبہ کے ذہن نشین کرا کے سوال وجواب کے طرز پر ان سے اعادہ کرایا جائے اور سبقاً سبقاً سنا جائے۔

۱۰-تہذیب کو اس طرح وضاحت اور سادگی سے پڑھایا جائے کہ بغیر کسی پیچیدگی اور دشواری کے شرح تہذیب کے تمام مباحث آجائیں اور اس کے پڑھنے کی ضرورت نہ رہے۔

طریقہ تعلیم طبقہ وسطی: عبارت بقدر ضرورت ایک ایک مسئلہ کی پڑھوائی جائے، لفظی اور اعرابی غلطیوں

پر متنبہ کیا جائے ،لفظ یا اعراب غلط پڑھنے کی وجہ سے مطلب اور معنی میں جو نقص یا اہمال پیدا ہوتا ہے اس کو خوب واضح کیا جائے تا کہ طلبہ کو عبارت غلط پڑھنے کی قباحت وشناخت کا احساس ہو۔حتی الامکان طالب علم سے خود لفظ یا اعراب صحیح پڑھوایا جائے ، جب طالب علم تصحیح سے عاجز ہو جائے تو استاذ غلطی اور اس کی وجہ سمجھائے اور عبارت صحیح کرائے جو طالب علم عبارت پڑھ رہا ہے، دوسرے طلبہ سے کہا جائے کہ جہاں یہ لفظ یا عبارت غلط پڑھے تم ٹوکو اور عبارت کی تصحیح کرو، روزانہ ایک ہی طالب علم سے عبارت نہ پڑھوائی جائے اور نہ باری مقرر کی جائے بلکہ خود استاد جس طالب علم کو مناسب سمجھے عبارت پڑھنے کے لئے کہے۔کمزور طلبہ سے زیادہ عبارت پڑھوائی جائے۔اسی طرح جو طلبہ عبارت پڑھنے سے بچتے ہیں ان سے ضرور عبارت پڑھوائی جائے۔ یہ اور اس کے علاوہ جو بھی مناسب تدبیریں طلبہ کو مطالعہ دیکھنے اور عبارت صحیح پڑھنے کا عادی بنانے کی ہو سکتی ہیں اختیار کی جائیں۔عبارت میں صرف ونحو سے متعلق جو لفظی اشکالات ہوں ان کو سمجھا کر ان کا حل پوری وضاحت کے ساتھ بتلایا جائے ”دفع دخل مقدر“ کی تقریر کر کے کتاب کے جواب کو واضح الفاظ میں منطبق کیا جائے۔اس طرح مسئلہ کی تقریر کر کے عبارت با ترجمہ اور مسئلہ کا انطباق خود طالب علم سے کرایا جائے اور ایسے طرز پر مطالعہ دیکھنے کی تاکید کی جائے کہ طلبہ خود مطالعہ میں ان امور کے حل کرنے کے عادی ہو جائیں۔اگر چہ اس طریق پر پڑھانے سے سبق کی مقدار کچھ کم ہوگی مگر یہ چند روز کی بات ہے اس کے بعد خود طلبہ عادی ہو جائیں گے اور علمی استعداد پختہ ہو جائے گی اور تلافی مافات ہو سکے گی۔آغاز سال میں کم از کم یہ طریق ضرور اختیار کیا جائے۔کبھی کبھی گزشتہ سبق کے متعلق بھی اچانک سوال کر لیا کریں۔تا کہ طلبہ پڑھے ہوئے سبق کے اعادہ اور تکرار پر مجبور ہوں۔

اس طبقہ میں طلبہ کے مطالعہ کی طرح تکرار کا عادی بنانا بھی نہایت ضروری ہے اور اس کی تدبیر یہ ہے کہ استاذ طلبہ کو بتلائے کہ ہمارے بزرگوں نے سبق کے اعادہ کے لئے تکرار کا طریقہ اس لئے جاری کیا ہے کہ طالب علم میں علمی استعداد کے ساتھ ساتھ تفہیم وتدریس کی صلاحیت بھی آہستہ آہستہ نشوونما پاتی رہے۔بالفاظِ دیگر یہ تکرار درحقیقت مدرسی کی تربیت ہے، چنانچہ مشاہدہ ہے کہ جو طلبہ طالب علمی کے زمانے میں تکرار کرانے کے عادی ہوتے ہیں، وہ فارغ ہونے کے بعد نہایت آسانی سے نہ صرف مدرس بلکہ کامیاب مدرس بن کر نکلتے ہیں۔تکرار کی اس افادیت کو سن کر انشاء اللہ تعالیٰ طلبہ میں تکرار کرنے کرانے کا شوق ضرور پیدا ہوگا۔ہر استاذ اپنے سبق کے طلبہ کو دو دو یا تین تین جماعتوں پر تقسیم کر دے اور باری باری ہر طالب علم کو تکرار کرانے کی تاکید کرے تا کہ تکرار کا فائدہ تمام طلبہ کو یکساں طور پر پہنچے۔نیز استاذ خود تکرار کے اوقات مقرر کرے، اور گاہ گاہ ان اوقات میں خود جا کر نگرانی بھی کرے تا کہ طلبہ تکرار کی بجائے گپ بازی میں وقت ضائع نہ کریں۔

۲- کنز الدقائق، اصول الشاشی وغیرہ فنی کتابوں میں فن کی اصطلاحات اور الفاظِ اصطلاحیہ کی تعریفات تو اصل عربی الفاظ میں یاد کرائی جائیں اور مسائل کو اس طرح ذہن نشین اور یاد کرایا جائے کہ اصل فن سے مناسبت پیدا ہو جائے۔

۳- ترجمۂ قرآن عظیم میں علوم و معارف قرآن کی بجائے عربیت پر زیادہ توجہ کی جائے، صرفی ونحوی امور کا لحاظ رکھتے ہوئے پہلے مفردات کے لغوی اور مرادی معنی اور محل اعراب کو بتلایا جائے پھر سادہ اور مطلب خیز لفظی ترجمہ کرایا جائے۔ شانِ نزول اور بیان واقعات وقصص میں قدر ضروری پر اکتفا کیا جائے۔ ربطِ آیات پر ضرور توجہ کرنی چاہیے اور سادہ مطلب خیز ترجمہ تو خوب ہی رٹایا جائے۔

۴- ہدایہ اولین کامل تحقیق وتدقیق وعرق ریزی کے ساتھ اس طرح پڑھایا جائے کہ اول ہر مسئلہ اور اس کی دلیل عقلی کا ماخذ جو اصول کلیہ میں سے ہو، طالب علم کے ذہن نشین کرایا جائے، پھر اس مسئلہ کو متفرع کیا جائے تاکہ طالب علم کے اندر اصل کلی معلوم کرنے اور اس پر مسئلہ کو متفرع کرنے کا ملکہ پیدا ہو۔

۵- علوم وفنونِ عقلیہ میں ہر علم وفن کی اصطلاحات کو بعبارتہا یاد کرایا جائے اور اس کے مادی اصول موضوعہ سے آگاہ کر کے مسائل کو اس طرح ذہن نشین کرایا جائے کہ اس علم وفن سے مناسبت اور استخراجِ مسائل کا ملکہ پیدا ہو جائے۔

طریقہ تعلیم طبقہ علیا: ۱- اس طبقہ کی بیشتر کتابیں علوم وفنون کی آخری اور منتہی کتابیں ہیں۔ بسا اوقات طلبہ کو اس کے بعد کی کتابیں پڑھنے کا موقع بھی نہیں ملتا۔ اس لئے اساتذہ کو پوری محنت وکاوش کے ساتھ نہ صرف کتاب کا بلکہ اس کے مستند حواشی وشروح نیز اس علم وفن کی دیگر محققانہ معاون کتابوں کا بھی مطالعہ کرنا چاہیے اور پڑھاتے وقت صرف کتاب کے حل پر اکتفاء نہ کرنا چاہیے بلکہ اپنے طویل وعریض مطالعہ میں سے فن کی ضروری اور اہم تحقیقات ومسائل پر بھی نہایت مختصر مگر جامع الفاظ میں روشنی ڈالنی چاہیے تاکہ ایک طرف کتاب بھی پوری ہو جائے، اور دوسری طرف طالب علم کے کان فن کی اہم اور ضروری تحقیقات سے بھی آشنا ہو جائیں اور مستند کتابوں کے نام بھی اسے معلوم ہو جائیں تاکہ فارغ ہونے کے بعد جب وہ خود اس فن یا اس کے مسائل کو پڑھانے بیٹھیں یا کوئی مقالہ یا مضمون لکھنے کا قصد کریں تو ان ماٰخذ کی مراجعت کر سکیں۔ نیز عہد حاضر کے دینی مسائل پر بھی ضرور تبصرہ فرمائیں تاکہ طلبہ کو فارغ ہونے کے بعد جب ان مسائل سے سابقہ پڑے تو وہ خالی الذہن اور بے خبر نہ ہوں۔ اور اساتذہ کے بتلائے ہوئے ماٰخذ کی مراجعت کر کے ان کی جواب دہی کر سکیں۔ مثلاً:

۲- تفسیر جلالین پڑھانے کے وقت کتاب کے حل کرنے کے لئے تو حاشیہ حل یا کم از کم صادی کا اور ربطِ

آیات ودیگر علوم ومعارف قرآن کے لئے تفسیر بیان القرآن اور سبق الغایات کا اور اصولِ تفسیر سے آگاہ کرنے کے لئے الفوز الکبیر اور تفسیر الاتقان کا اور تفسیر قرآن کے سلسلہ میں احادیث ومسائل فقہیہ کی تحقیق کے لئے تفسیر مظہری کا حسب ضرورت مطالعہ کرتے رہا کریں۔

۳-علم اصول حدیث، حدیث کا اہم ترین موقوف علیہ ہے اور نصاب میں صرف مقدمہ مشکوۃ اور شرح نخبہ یا خیر الاصول کو رکھا گیا ہے۔ حضرات اساتذہ کو چاہیے کہ وہ ان کتابوں میں سے تو مصطلحاتِ حدیث کو خوب حفظ کرائیں، مگر خود مقدمہ ابن صلاح یا تدریب الراوی کا مطالعہ کریں اور حسب ضرورت وموقع فن کے اہم مسائل پر ان کتابوں کی مدد سے سیر حاصل تبصرہ کریں۔

۴-مشکوۃ شریف پڑھاتے وقت سادہ اور مطلب خیز حدیث کا ترجمہ کرانے کے بعد ہر حدیث سے مستنبط فقہی مسئلہ میں ائمہ مجتہدین کے اقوال ومذاہب مع ادلہ تو نہایت اختصار کے ساتھ اور حنفی مذہب اور اس کے دلائل ذرا تفصیل وتحقیق کے ساتھ بیان کریں اور اگر حدیث بظاہر مذہب حنفی کے خلاف ہو تو اس کا آخری اور تحقیقی جواب بصورتِ ترجیح یا تطبیق یا توجیہ وتاویل ضرور بیان کریں۔ اس سلسلہ میں ابن رشد کے بدایۃ المجتہد سے مدد لیں اور لمعات شرح مشکوۃ یا التعلیق الصبیح کا بالالتزام مطالعہ کریں۔

۵-دورۂ حدیث شریف کی کتب عشرہ بالخصوص بخاری شریف پڑھانے کے وقت فتح الباری، عینی ورنہ حواشی حضرت مولانا احمد علی رحمہ اللہ کے الابواب والتراجم کا بالالتزام مطالعہ کریں۔ اور جامع ترمذی پڑھانے کے وقت معارف السنن یا الکوکب الدری کا اور سنن ابی داود پڑھانے کے وقت بذل المجہود کا، علی ہذا القیاس باقی کتب عشرہ پڑھانے کے وقت ان کے حواشی وشروح کا ضرور مطالعہ کریں، مگر ان طویل وعریض شروح میں سے اہم ترین مباحث نہایت اختصار کے ساتھ بیان کریں۔ تاکہ کتاب بھی ختم ہوسکے اور جس کتاب حدیث کو بھی شروع کرائیں اول بطور مقدمہ تاریخِ تدوین حدیث، حجیتِ حدیث، اصحاب صحاح وسنن کے تراجم اور ان کے شرائط ومراتب اور خصوصیاتِ کتب عشرہ پر اجمالاً، اور زیرِ درس کتاب اور مصنف سے متعلق امور مذکورہ پر تفصیلاً محققانہ تبصرہ کریں ،اس کے بعد کتاب شروع کرائیں اور نہایت متانت ووقار اور احترام کے ساتھ ایک ایک باب وحدیث کے لفظی ومعنوی حل طلب امور اور اس سے مستنبط احکام ومسائل پر سیر حاصل تقریر کریں اور اس مختلف فیہ مسائل میں ائمہ مجتہدین کے اقوال ومذاہب اور ان کے مستدلات نہایت عزت واحترام کے ساتھ بیان کرکے مذہب حنفی اور اس کے دلائل پر انتہائی محققانہ مگر منصفانہ بحث کریں اور وجوہِ ترجیح بیان کریں۔ مناظرانہ اور مجادلانہ طرز ہرگز نہ اختیار کریں اور اختلاف کو حتی الامکان ختم یا کم کرنے کی کوشش کریں، نہ کہ حدیث کو مذہب کے مطابق کرنے کی، کہ

اصل حدیث ہے اور مذہب اس سے ماخوذ مستنبط، حدیث میں تاویل اور صرف عن الظاہر کرنے کے بجائے رجال وسند پر محققانہ کلام کرنا زیادہ مفید اور بہتر ہے، اس لحاظ سے امام طحاویؒ کی شرح معانی الآثار حنفیہ کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے، اختلافی مسائل پر کلام کرتے وقت اس کو اور موطا امام محمدؒ کو پیش نظر رکھنا حنفیہ کے لئے ازبس ضروری ہے۔

قدیم فرقہ زائغہ اور زمانۂ حال کے فرق باطلہ کی محققانہ تردید کریں اور اعلاء کلمۃ الحق کا فرض ادا کریں، اسی کے ساتھ ساتھ طلبہ کو تصحیح عقائد ونیات اور تزکیۂ اخلاق واعمال کی بھی ترغیب دلائیں تاکہ تعلیم کے ساتھ تربیت کا فرض بھی ادا ہو، اس باب میں خود استاذ کو ورع وتقوے اور خوف وخشیتِ الٰہی کا عملی نمونہ بننا ازبس ضروری ہے، اور محدث کے شایانِ شان بھی یہی ہے، وفقنا اللّٰہ تعالیٰ اجمعین.

نیز اپنی بحث وتحقیق کو متعارف اختلافی مسائل ومباحث تک محدود نہ رکھیں بلکہ علوم ومعارفِ حدیث علی صاحبہا التحیۃ والتسلیم کو ایسی تحقیق ووضاحت کے ساتھ بیان فرمائیں کہ طلبہ کے ذہنوں میں حدیث کی شایانِ شان اہمیت اور دین میں اُس کا حقیقی مرتبہ ومقام راسخ ہوجائے تاکہ وہ عہدِ حاضر کے عظیم ترلادینی فتنہ ''انکارِ حدیث'' کی جواب دہی اور بیخ کنی پر پورے طور پر قادر ہوجائیں۔

عام طور پر حدیث پڑھانے والے اساتذہ سال کا بیشتر حصہ صرف، ارکان اربعہ کے مسائل اختلافیہ کی بحث وتحقیق پر صرف کردیتے ہیں اور آخر میں صرف کتاب کی تلاوت رہ جاتی ہے، اور اس کے باوجود بھی بیشتر کتابیں ختم نہیں ہوتیں۔ یہ طریقہ سخت مضر اور حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ادا کرنے کے باب میں تقصیر کے مترادف ہے، اعاذنا اللّٰہ منہ، اس لئے استاد کو روزِ اول سے کتاب کے ختم کرانے کو پیش نظر رکھنا چاہیے، خود بہت کچھ دیکھنا اور مطالعہ کرنا چاہیے اور طلبہ کے سامنے کم سے کم مگر بے حد ضروری اور اہم باتیں علیٰ وجہ البصیرۃ بیان کرنی چاہئیں۔

۶- حدیث کی طرح اس طبقہ کے بقیہ علوم وفنون کے اساتذہ کو بھی اسی طریق کار کے مطابق اپنا مطالعہ زیرِ درس کتاب تک محدود نہ رکھنا چاہیے، مثلاً ہدایہ اولین، اخیرین پڑھاتے وقت فتح القدیر اور حاشیہ مولانا احمد حسن سنبھلیؒ ورنہ کم ازکم عنایہ کا، اور شرح عقائد پڑھاتے وقت اشارات المرام للبیاضی، ورنہ کم ازکم مسامرہ اور المرام فی عقائد الاسلام مصنفہ مولانا عبدالعزیز پرہارویؒ کا، اور حماسہ پڑھاتے وقت اس کی شرح فیضی وتبریزی، ورنہ کم از کم حاشیہ مولانا اعزاز علی رحمہ اللہ کا، اور متنبی پڑھاتے وقت شرح برقوقی، ورنہ حاشیہ مولانا اعزاز علیؒ ضرور زیرِ مطالعہ رہنا چاہیے۔

۷-سیرت وتاریخ وہ جدید علوم ہیں جو اسی سال وفاق نے نصابِ تعلیم میں اضافہ کئے ہیں۔ان کے اساتذہ کو درسی کتابیں شروع کرانے سے پہلے ہر دو علموں کی وسیع معلومات کا ذخیرہ مہیا کر لینا چاہیے۔تاکہ پڑھاتے وقت ہر دو علموں کے اہم ترین مباحث کی طلبہ کو نشان دہی کر سکیں اور یاد کرا سکیں۔ ہر دو علموں پر عربی اور اردو دونوں زبانوں میں مستند محققین کی تصانیف موجود اور دستیاب ہیں۔مثلاً سیرت مغلطائیؒ کے ساتھ سیرت ابن ہشام، نور الیقین، اتمام الوفاء کا، اور تاریخ ابوالفداء کے ساتھ محاضرات خضری (عہد بنوامیہ، بنوعباس) کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ اردو میں اوجز السیر، تاریخ خلافتِ راشدہ مصنفہ عبدالشکور لکھنویؒ، اور خضری کی محاضرات کا اردو ترجمہ اور اس کے علاوہ جو بھی کتابیں تاریخ وسیرت کی میسر آئیں، ان کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے۔

تاریخ وسیرت کے استاذ کے لئے عہدِ رسالت، عہد خلافتِ راشدہ، عہد بنوامیہ، عہد بنوعباس اور عہد حاضر کے اسلامی ممالک کے جغرافیے خواہ عربی میں ہوں خواہ اردو میں، جس طرح ممکن ہو حاصل کر کے اس میں بصیرت حاصل کر لینی چاہئے، اس لئے کہ وفاق کے مجوزہ نصاب میں تاریخ کے ساتھ جغرافیہ بھی لازمی مضمون ہے۔ مدرسہ کو اس سلسلہ میں مدرس کی پوری امداد کرنی چاہیے کہ اس کے بغیر مدرس ان نئے علموں کو نہ کماحقہ پڑھا سکتا ہے اور نہ امتحان کی تیاری کرا سکتا ہے۔

۸-علمِ کلام جدید اور علمِ اخلاق بھی جدید علوم ہیں۔ان کے پڑھانے والے استاذ کے لئے متعلقہ کتاب شروع کرانے سے قبل علم اخلاق میں امام غزالیؒ کی احیاء العلوم کا، ورنہ کم از کم کیمیائے سعادت کا، اور علم کلام جدید میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی حجۃ الاسلام، انتصار الاسلام، قبلہ نما کا اور حکیم الامۃ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی تصانیف کا مطالعہ از بس ضروری ہے۔

اس طبقہ کے استاذ کو چار سے زیادہ اسباق ہرگز نہ دیئے جائیں ورنہ وہ کتاب اور فن کا حق ہرگز نہ ادا کر سکے گا۔اور طلبہ تشنہ کام اور ادھورے رہ جائیں گے اور مدرس کا اس میں کچھ قصور نہ ہوگا۔خصوصاً علومِ جدیدہ، کہ ان سے تو عموماً مدارس عربیہ کے اساتذہ خود ناآشنا ہیں۔درحقیقت استاذ کو پہلے خود پڑھنا پڑے گا پھر پڑھا سکے گا۔اور اس پر طرہ یہ ہے کہ ان کتابوں کے حواشی اور شروح بھی نہیں، معرا کتابیں ہوتی ہیں، مدرسہ کو اس کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیے۔

واخر دعوانا ان الحمدللہ رب العلمین

☆☆......☆☆